تحریکِ منہاج القرآن کا

تصورِ دین

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

تحریکِ منہاج القرآن

کا

تصورِ دین

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن ویمن لیگ
منہاجُ القرآن پبلیکیشنز
365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 8514 3516، 111-140-140 (+92-42)
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 3723 7695 (+92-42)
www.Minhaj.org - sales@Minhaj. org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تحریکِ منہاجُ القرآن کا تصوّرِ دین
خطاب	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تدوین	:	محمد فاروق رانا
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	جنوری 2011ء
تعداد	:	1,100

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ﴾

فہرس

صفحہ	عنوانات
۷	پیش لفظ
۹	اِبتدائیہ
۱۰	توحید اور تعلق باللہ
۱۱	ربطِ رِسالت
۱۱	حبِ رسول اور اِطاعتِ رسول ﷺ
۱۳	شہادت کا مفہوم اور اولیاء کے کامل نمونے
۱۴	رسول نُما تحریک
۱۶	پانچ نسبتیں
۱۶	ہمارا تصورِ دین
۱۷	۱۔ محبت و مودت
۱۸	۲۔ امن و سلامتی
۲۰	۳۔ ادب و اِحترام
۲۳	۴۔ علم و معرفت

صفحہ	عنوانات
۲۶	۵۔ خدمت وفتوت
۲۷	خلاصۂ کلام

پیش لفظ

دنیا میں جتنے بھی نظام ہائے زندگی رائج ہیں اُن میں سے کوئی بھی دین نہیں کیونکہ دین فقط اُسی نظام کو کہا جاسکتا ہے جو ہر اِعتبار سے کامل و مکمل اور اَکمل ہو۔ جس میں اِنسانی زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ضروریات کی کفالت موجود ہو اور جو انسانی زندگی کی اِنفرادی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح کے ہر گوشے اور پہلو پر قابلِ عمل رہنمائی مہیا کرے۔ نیز یہ نظام جامع و ہمہ گیر ہو اور ہر نقص و عیب سے پاک ہو۔ اللہ رب العزت نے رِسالتِ محمدی ﷺ کی وساطت سے ایسا ہی دین انسانیت کے لیے اتارا اور اسے اسلام کہہ کر پکارا: اِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللهِ الْاِسْلَامُ (بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے)۔ (آل عمران، ۳:۱۹)

یہ ایک المیہ ہے کہ گزشتہ ایک دو صدیوں میں دینِ اِسلام کا حقیقی تصور مسخ کرنے کے لیے اِس پر ہر جہت سے مختلف النوع حملے کیے گئے ہیں۔ یوں دین کی متعدد تعبیرات اور توجیہات کو جنم دے کر صحیح اسلامی فکر و نظریے پر اِبہام کے پردے ڈال دیے گئے۔ نتیجتاً عموماً دین کا صحیح مفہوم اور اس کی حکمت کا شعور بھی باقی نہیں رہا۔ اندریں حالات شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی نے ترویج و اِشاعتِ دین، تجدیدِ دین اور اِصلاحِ اَحوال کی ضرورت کو محسوس کیا اور امت کی فکری و نظری، اَخلاقی و رُوحانی اور تحریکی و تنظیمی تربیت کا بیڑا اٹھاتے ہوئے تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی۔ اِس کا مقصد دینِ اِسلام کی جدید سائنسی، علمی و عملی اور روحانی presentation کے ذریعے دین اِسلام کا حقیقی پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے اور انہیں دین اِسلام کی اَمن و سلامتی پر مبنی آفاقی تعلیمات سے رُوشناس کرانا ہے۔

28 جولائی 2010ء کو حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے کینیڈا سے ویڈیو

کانفرنس کے ذریعے تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر منہاج القران ویمن لیگ کی تنظیمات کے کیمپ سے ''تحریک منہاج القرآن کا تصورِ دین'' کے موضوع پر جامع گفتگو فرمائی، جس کا مقصد دین کے داعی کارکُنان کو بالعموم اور خواتین داعیات کو بالخصوص تحریک منہاج القرآن کے تصورِ دین سے کاملاً رُوشناس کرانا تھا تاکہ وہ اس اہم فریضے کی ادائیگی کامل شعور و آگہی کے ساتھ کرسکیں اور دعوت و تربیت کی نتیجہ خیزی کو یقینی بنا سکیں۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی خصوصی ہدایات کے پیشِ نظر یہ خطاب مرتبہ شکل میں نظر قارئین ہے تاکہ تمام کارکنان اِس سے اِکتسابِ فیض و ہدایات کرسکیں۔ اِس خطاب کی ترتیب و تدوین کا کام اِبتدائی طور پر علامہ محمد حسین آزاد نے محترمہ مصباح کبیر کی معاونت سے کیا تھا جو کہ ستمبر 2010ء کے مجلّہ 'دُخترانِ اِسلام' میں شائع ہوا تھا جو کہ بالکل اِبتدائی شکل میں تھا۔ بعد ازاں منہاج القرآن ویمن لیگ کے تیئیسویں یومِ تاسیس (5 جنوری 2011ء) کے موقع پر ویمن لیگ کی طرف سے اِسے کتابی صورت میں شائع کرنے کے لیے محترم محمد فاروق رانا نے اِس پر مزید کام کیا، اور اب یہ خطاب ترتیب و تدوین کے بعد کتابچے کی صورت میں نذرِ قارئین ہے۔

(شیخ عبدالعزیز دباغ)

نائب ناظمِ اَعلیٰ (رِیسرچ)

فریدِ ملتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِبتدائیہ

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے تنظیمات کے اس کیمپ میں کم و بیش ساٹھ شہروں کی دو سو کے قریب بہنیں اور بیٹیاں شریک ہیں، میں ان سب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کی کئی دنوں کی تربیت پانے کے لیے یہاں حاضری اور اِکتسابِ علم و فکر کی کاوشوں کی بارگاہِ اِلٰہی میں قبولیت کی دعا کرتا ہوں۔ ہر چند میں ظاہری اور جسمانی طور پر آپ کے پاس موجود نہیں ہوں مگر کئی اعتبارات سے آپ کے ساتھ ہوں اور آپ میں ہی رہتا ہوں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ویمن لیگ اپنا تربیتی، تعلیمی اور دعوتی سفر تسلسل کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ امر مبنی برحق ہے کہ ویمن لیگ کی کارکردگی اور اس کے نتائج کسی لحاظ سے مَردوں سے کم نہیں ہیں۔ اگر پچیس نظامتوں میں سے چوبیس مردوں کے پاس ہیں تو خواتین کی اس ایک نظامت نے مَردوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ فروغِ دعوت میں بھی ویمن لیگ کا ریکارڈ رہا ہے۔ تنظیمات قائم کرنے، افرادی قوت بڑھانے، مختلف کیمپس منعقد کرنے اور عرفان القرآن کورسز کروانے میں بھی ویمن لیگ کی بیٹیاں سرفہرست نظر آتی ہیں جو بڑی مبارک باد کی مستحق ہیں۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کیمپ میں آنے والی بہنوں اور بیٹیوں میں سے ہر ایک بہن اور بیٹی مجسم ویمن لیگ بن کے جائے، یعنی اجتماعی طور پر ویمن لیگ جو پورا کام کر رہی ہے آپ میں سے ہر ایک بہن اور ہر ایک بیٹی پوری کی پوری ویمن لیگ بن کے جائے؛ اپنے جذبات میں، اپنی فکر میں، دعوت میں، مشن کے درد میں، فہم میں، دعوت کے فروغ میں، ہر ہر محاذ پر ایک ایک بہن اور ایک بیٹی اتنا عزم لے کر جائے جتنا اجتماعی طور پر پوری ویمن لیگ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

آج کی اس نشست میں چند چیزیں آپ کو بتانا ہیں۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ تحریک منہاج القرآن کس اِسلامی عقیدے کو کس طرح فروغ دیتی ہے اور اس کی کس تعبیر و تشریح کا پرچار کرتی ہے؟ اِس کا کامل اِبلاغ (perfect communication) ہونا چاہیے۔ پہلے اِس عقیدے کی تعبیر کو سمجھیں اور پھر اس کو فروغ دیں، عقیدے کی جس تعبیر پر منہاج القرآن emphasize کرتا ہے وہ متوسط اور معتدل عقیدہ ہے۔ یہ اعتدال، میانہ روی اور توسط کا عقیدہ ہے جس میں کامل پختگی اور جامعیت ہے۔ یہ یک طرفہ، جزوی یا انتہاء کی طرف لے جانے والا عقیدہ نہیں ہے۔ بایں وجہ اس عقیدے کے ذریعے اُمۃً وسطاً کا کردار پیدا ہوگا اور اسی عقیدے سے اس امت کو عزت نصیب ہوگی۔

توحید اور تعلق باللہ

تحریک منہاج القرآن جس عقیدہ کی تعبیر پر زور دیتی ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عارفانہ توحید - جو پورے عقیدہ کی جان، روح اور مرکز و محور ہے - کا نور اجاگر ہوتا ہے؛ نزاعی، اختلافی اور مناظرانہ توحید نہیں پنپتی۔ عارفانہ توحید کے ذریعے اللہ کی معرفت، محبت، اطاعت، بندگی اور عبدیت کی قربت اور اس کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ چونکہ آج کے دور میں لوگ اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت میں بھی شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔ جوں جوں لادینیت (secularism) اور مادی (materialistic) سوچ آرہی ہے تو مذہب کی ضرورت سے بھی انکار ہوتا جا رہا ہے جس کا واضح نتیجہ اللہ کے وجود کا انکار ہے یعنی خود کو اللہ کا بندہ سمجھنے اور اُس کے اَحکام کے تابع سمجھنے کے تصور کا انکار۔ اِس طرح اُلوہیت اور بندے کی عبدیت کے پورے خیال اور مرکزی تصور کی نفی کی جاتی ہے تاکہ بندہ آزاد ہوکر خود خدا بن جائے اور اپنی مرضی سے جو چاہے کرتا رہے، وہ جو چاہے فیصلے کرے یہاں تک کہ اپنی رائے اور اپنی عقل کو ہی وحی کی جگہ بدل بنالے۔ اس لیے جب ہم تعلق باللہ کی بات کرتے ہیں اور نورِ توحید کو اُجاگر کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس کا

مطلب بندے کو اس کی بندگی کا احساس دلانا ہے کہ وہ زندگی میں جو بھی عمل کرے بندہ ہو کر کرے، خود خدا نہ بنے بلکہ اللہ کی وحی و احکام اور اس کے دین کے تابع ہو اور دین اور مذہب کا پٹا کبھی اپنے گلے سے نہ اتارے۔

ربطِ رِسالت

اس کے بعد ربط و نسبتِ رسالتِ محمدی ﷺ ہے۔ آپ نے رِسالت اور مرکز رِسالت کے ساتھ محبت، ادب اور تعظیم و تکریم، اِطاعت و اِتباع اور پھر دین کی خدمت و نصرت کی شکل میں ہر لحاظ سے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اپنی محبت، نسبت اور ربط کو مضبوط سے مضبوط تر رکھنا ہے۔ جب ہم ربط و نسبت رسالت کی بات کرتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ ہماری پوری زندگی کسی کی غلامی میں رہے اور یہ کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے جو فرمایا ہم اس پر عمل کریں گے، جو راہ انہوں نے دکھائی اسی پر چلیں گے اور جس سے انہوں نے روکا اس سے رکیں گے۔ گویا کامل وفاداری و محبت اور اطاعت و تابع داری حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات سے ہو۔ یہ تحریک منہاج القرآن کا نمایاں وصف ہے۔

قبل ازیں جو میں نے جامعیت اور اعتدال کی بات کی ہے تو وہ یہ کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے تعلق کو یا ان کی عظمت اور عقیدت کو اس طرح اجاگر کرتے ہیں کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی نفی کر دیتے ہیں۔ دوسری طرف ایسا طبقہ بھی اُمت میں ہے جو اہل بیت اَطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت اور عقیدت میں ایسا غلو کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیصِ شان اور بے ادبی و گستاخی کر کے ان سے cut off ہو جاتا ہے۔

حبِ رسول اور اِطاعتِ رسول ﷺ

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے عملی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی شکل میں امت کے سامنے جو نمونے پیش کیے تھے، اِن لوگوں نے اُن نمونوں کو کاٹ دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم دونوں سے تمسک اور جڑے رہنے اور دونوں کی

اتباع کی شکل میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت نصیب ہوتی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اہل بیت اِطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا چاہیے کیوں کہ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کی آئینہ دار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت و تعظیم کا رابطہ پختہ کرنا چاہیے کہ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع کی آئینہ دار ہے۔ بالفاظ دیگر محبتِ رسول ﷺ کی جھلک اہل بیت سے محبت اور تعلق سے نمایاں ہوتی ہے اور اِتباعِ رسول ﷺ کی عکاسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اِتباع اور تعظیم و تکریم سے ہوتی ہے۔ ان دونوں کو یک جا کریں تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ محبت اور اتباع کا تعلق نصیب ہوتا ہے۔ لیکن لوگوں نے ایک کی اہمیت کو مانا اور دوسرے کی نفی کر دی ہے، جب کہ تحریک منہاج القرآن جس عقیدہ کی تعبیر کرتی ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی یک جائی ہے، جدائی نہیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا جب دور گزر گیا تو اس کے بعد چودہ سو سالہ تاریخ میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے امت کو رُشد و ہدایت کے وہ نمونے دیے جن کے بارے میں قرآن حکیم گویا ہوتا ہے:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ. (۱)

ہمیں سیدھا راستہ دکھا ۝ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔

انہی اِنعام یافتہ بندوں کے بارے میں ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا ۝ (۲)

اور جو کوئی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت)

---

(۱) الفاتحہ، ۱:۵، ۶

(۲) النساء، ۴:۶۹

ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں○

شہادت کا مفہوم اور اولیاء کے کامل نمونے

اِس آیت مبارکہ میں صرف وہ شہداء مراد نہیں ہیں جو جان دے کر شہید ہوگئے۔ ایک شہادت جان دے کر ملتی ہے اور ایک شہادت اس سے بھی مقدم ہے کہ عمر بھر ایک ایک لمحہ اللہ کی شہادت اور حضور ﷺ کی غلامی میں گزرتا ہے۔ گویا شہادت حیات بھی ہے اور شہادت موت بھی ہے۔ شہادت حیات والے طبقے میں اولیاء و صالحین، ائمہ مجتہدین اور ائمہ سلف صالحین شامل ہیں۔ قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○[1]

خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گے○

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم تو اولیاء اللہ تھے ہی مگر ان کے علاوہ بھی اولیاء اللہ کا ایک طبقہ ہے جسے قیامت تک چلنا ہے۔ یہ بات نہایت اہم ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ و السلام کا دور اور آپ کے معاً بعد جو دور تھا اسے اعلیٰ نمونوں سے خالی نہیں چھوڑا گیا اور ان ادوار کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین کے کامل نمونوں سے پُر کیا گیا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم دوبارہ پیدا نہیں ہوں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس ساری امت کو کامل نمونوں سے خالی بھی نہیں چھوڑنا تھا۔ اس لیے جب ضرورت کم تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے کامل نمونوں سے ہزاروں افراد کے ساتھ وہ زمانے پر کر دیے اور جب ضرورت زیادہ ہوگئی تو اب یہ کیسے ممکن ہے کہ زیادہ ضرورت کے ادوار کو اللہ تعالیٰ کامل نمونوں سے خالی کر دے، عقل اور انصاف اس کا تقاضا

(۱) یونس، ۱۰: ۶۲

نہیں کرتا۔ اگر بعد کے زمانے ان اعلیٰ نمونوں سے خالی ہوتے تو قرآن مجید کی ابتدائی آیت میں صاف کہ دیا جاتا کہ انعام یافتہ بندے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیتِ اَطہار رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام ہیں، لہٰذا ان کی سیدھی راہ دکھا۔ مگر یہ نہیں فرمایا گیا بلکہ اسے عموم پر رکھا اور فرمایا: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا)۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اب کسی کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ جہالت ہے اور قرآن مجید کو نہ سمجھنا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ کوئی زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اُن کامل نمونوں سے خالی نہیں ہے جو لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلائیں گے اور اپنی زندگی کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ دکھائیں گے اور اپنے آئینہ سیرت کے ذریعے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ سیرت دکھائیں گے۔

رسول نُما تحریک

تحریک منہاج القرآن بھی اِس دور اور صدی کا سب سے بڑا نمونہ ہے۔ تحریک منہاج القرآن ایک رسول نُما تحریک ہے یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ دکھانے والی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچانے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت دینے والی تحریک ہے۔ یہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے بھی جوڑتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی جوڑتی ہے اور اولیاء و صالحین سے بھی جوڑتی ہے۔ یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ آقا علیہ السلام سے تین سُوتے اور چشمے پھوٹے ہیں:

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا چشمہ

۲۔ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا چشمہ

۳۔ اولیاء و صالحین کا چشمہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے وجود مسعود ایک زمانے میں تھے، وہ بعد کے زمانے میں نہیں آئیں گے۔ اب ان کی تعلیمات کتابوں سے ملیں گی اور آقا علیہ السلام کی سنت بھی کتابوں میں موجود ہے جن سے اخذ فیض کرتے ہوئے قیامت تک

اولیاء و صالحین پیدا ہوتے رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں مختلف طبقات کی نشان دہی فرما دی ہے، جیسا کہ سورۃ النساء میں فرمایا گیا:

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا○ (۱)

تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں○

سورہ یونس میں فرمایا گیا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ○ (۲)

خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے○

سورۃ النحل میں فرمایا:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ○ (۳)

سوتم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو○

سورۃ التوبۃ میں فرمایا:

وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ○ (۴)

---

(۱) النساء، ۴:۶۹

(۲) یونس، ۱۰:۶۲

(۳) النحل، ۱۶:۴۳

(۴) التوبۃ، ۹:۱۱۹

اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو○

ان تمام آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اَطہار رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور ان کے علاوہ جو قیامت تک آنے والے ہیں وہ بھی اس کا حصہ ہیں۔

پانچ نسبتیں

تحریک منہاج القرآن کی خوبی یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے بھی جوڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بھی جوڑتی ہے اور رسول مکرم ﷺ نے امت کے لیے جو تین چشمے کھولے ہیں ان تینوں سے بھی جوڑتی ہے۔ اس طرح یہ پانچ نسبتیں بن گئیں جو تحریک نے قائم کی ہیں:

۱۔ نسبتِ توحید
۲۔ نسبتِ رسالت
۳۔ نسبتِ صحابہ رضی اللہ عنہم
۴۔ نسبتِ اہل بیت رضی اللہ عنہم
۵۔ نسبتِ اولیاء و صالحین

تحریک منہاج القرآن نے کامل کمال اور اعتدال کے ساتھ ان پانچوں نسبتوں کو یک جا کیا ہے اور صرف دعویٰ نہیں بلکہ عمل کر کے دکھایا ہے اور یہی ہمارے عقیدے کی تعبیر ہے۔

ہمارا تصورِ دین

دوسرا نکتہ جو سمجھانا چاہتا ہوں اور جس پیغام کو آپ لے کر جائیں اور آگے پھیلائیں وہ یہ ہے کہ منہاج القرآن کیا تصورِ دین دیتا ہے؟ دین کا ویژن کیا دیتا ہے؟ ہمارے دین کی تمام تعلیمات کن بنیادی تصورات (basic concepts) پر مبنی ہیں؟ یا ان کی basic foundations اور بنیادی روح کیا ہے؟

درج ذیل پانچ چیزوں سے ہمارے دین کا vision قائم ہوتا ہے اور یہ تحریک منہاج القرآن کی انفرادیت ہے:

۱۔	محبت ومودت	۴۔	علم ومعرفت
۲۔	امن وسلامتی	۵۔	خدمت وفتوت
۳۔	اَدب و اِحترام		

یعنی ان پانچ اشیاء پر ہمارا تصورِ دین قائم ہے۔

۱۔ محبت ومودت

جب ہم محبت کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ہر تعلق - جو دین میں ہے - کی اساس محبت کو بنائیں گے۔ اس کو آپ نے اپنی عملی زندگی میں لانا ہے۔ اب یہ کہنا بھی اچھا ہے مگر عملی زندگی میں اس کو جاری کرنا، نافذ کرنا، پھر تنظیمات میں جاری کرنا، پھر نظامتوں میں جاری کرنا، پھر قیادتوں کا اسی پر عمل کرنا، پھر قیادت جس سطح پر بھی ہے اور اس کے کارکن کے درمیان جو ربط ہے اس کو اسی پر قائم کرنا اور بالآخر تحریک کا پورا ماحول اِسی پر استوار کرنا ہے؛ کیونکہ یہ کریں گی تو آپ اپنے اس قول میں سچی ثابت ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ سے بندے کا تعلق محبت پر قائم ہے۔ رسول اقدس ﷺ سے امتی کا تعلق محبت پر قائم ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے تعلق محبت پر قائم ہے۔ اولیاء و صالحین سے تعلق محبت پر قائم ہے۔ بڑوں سے تعلق محبت پر قائم ہے، چھوٹوں سے تعلق شفقت ومحبت قائم ہے۔ اللہ کی مخلوق سے تعلق محبت پر قائم ہے۔ اب محبت کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ کوئی محبت، ادب وتعظیم میں بدل جاتی ہے۔ کہیں محبت، شفقت و رحمت میں بدل جاتی ہے۔ کہیں محبت، مودت اور اخوت میں بدل جاتی ہے۔ جس طرح کا رشتہ اور نسبت ہوتی ہے تو وہ محبت اسی طرح کے روپ دھار لیتی ہے۔ اس کی تفصیلات میرے

خطابات و کتب میں ہیں، وہاں ملاحظہ کر لیں۔ یہاں میں مختصراً سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہمارے تصور دین کا پہلا عنصر اور رُکن محبت ہے۔ اسے ہم محبت و مودّت بھی کہ سکتے ہیں کیوں کہ میاں بیوی کے درمیان بھی اللہ تعالیٰ نے مودّت قائم کی ہے۔ اللہ کے نیک بندوں اور اولیاء و صالحین کے لیے لوگوں کے دلوں میں اللہ نے محبت و مودّت قائم کی ہے اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے لیے بھی محبت ہے۔

۲۔ امن و سلامتی

دوسری میں نے امن و سلامتی کی بات کی تو اس کا معنی یہ ہے کہ تحریک منہاج القرآن کی فکر میں اور اس کی تعبیرِ دین میں اور دین کے تصور اور دین کے ویژن میں کسی سطح پر انتہا پسندی (extremism) اور دہشت گردی (terrorism) نہیں ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ پھر تشدد کہاں سے آئے گا! تحریک منہاج القرآن روئے زمین پر اُمتِ مسلمہ اور دینی جماعتوں میں extremism اور terrorism کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ کسی مرحلے اور کسی سطح پر ہمیں انتہا پسندی گوارا نہیں ہے، ہم اس کو دین کے خلاف سمجھتے ہیں، خواہ اِنتہا پسندی سوچ میں ہو یا آپس کے معاملات میں۔ یہ بات اس لیے بتا رہا ہوں کہ عقیدہ اور فکر دو الگ چیزیں ہیں اور ان دونوں کو درست کرنا چاہیے۔ عقیدہ (faith اور belief) سے theology بنتی ہے اور سوچ و فکر (thought) سے idealogy بنتی ہے۔ آپ کو اپنی theology اور اپنی idealogy میں clear ہونا چاہیے۔ دونوں کو جمع کریں تو یہ آپ کا فلسفہ بنتا ہے۔

کوئی آپ سے پوچھے کہ تحریک منہاج القرآن کی philosophy کیا ہے؟ تو بتائیں کہ ہمارا اِعتقادی اور فکری و نظریاتی فلسفہ اَمن و سلامتی پر قائم ہے۔ ہر جگہ اور ہر ایک تعلق میں امن و رحمت ہے، ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ ایک دوسرے کا ادب و احترام ہے۔ چھوٹے کے ساتھ شفقت و محبت ہے حتی کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہمارا تعلق امن و سلامتی اور بھلائی کے ساتھ قائم ہے۔ ہمارا تصور وہ ہے جو آقا علیہ الصلوۃ

والسلام نے دیا ہے کہ غیر مسلموں کے جان و مال کی قدر و قیمت اسی طرح ہے جیسے مسلمان کی۔ نہ ان کی جائیداد کو تلف کر سکتے ہیں اور نہ ان کے مال کو لوٹ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی سوسائٹی میں اگر غیر مسلموں کے گھر خنزیر اور شراب رکھی ہے اور کوئی مسلمان اس خنزیر کو مار دے اور شراب کو انڈیل دے یا برتن توڑ کر نقصان پہنچا دے تو اس مسلمان پر تاوان واجب ہے۔ غیر مسلموں کو اس کا جرمانہ اور قیمت ادا کی جائے گی(۱) حالاں کہ اسلام میں یہ چیزیں نجس اور حرام ہیں مگر نجس اور حرام کا حکم اُن کے لیے نہیں تھا، اُن کی تو property اور مال تھا۔ اگر مسلمان کے پاس ہو تو یہ مال ہی شمار نہیں ہوتا یعنی اگر کسی مسلمان نے (معاذ اللہ) خنزیر پال رکھا ہو یا (اللہ نہ کرے) کسی مسلمان نے گھر میں شراب رکھی ہو اور کوئی اسے توڑ دے اور خنزیر کو مار دے تو اس کا کوئی تاوان نہیں کیوں کہ شریعت اس کو مال ہی نہیں مانتی۔

آپ نے دیکھا کہ کتنا امن و سلامتی والا دین ہے کہ جو دین غیر مسلموں کے لیے بھی ان کے خنزیر اور شراب کو تلف کرنے کی اجازت نہیں دیتا وہ ان کی دیگر مال و جان اور properties کو کس طرح تلف کرے گا۔ ہماری societies میں جہالت ہے اور جہالت بھی انتہا پسندی کا سبب بنتی ہے کیوں کہ جب مکمل علم نہیں ہوتا تو جہالت کی وجہ سے پیدا ہونے والے علم کے اِس خلاء کو انتہاء پسندی پُر کر دیتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا فکر بڑا واضح اور امن و سلامتی پر قائم ہوا ہے۔ دین اسلام میں جانوروں کے ساتھ بھی امن و سلامتی کا رشتہ ہے، جانوروں کو مارنے کی اجازت نہیں۔ آپ اِس موضوع پر میری پوری کتاب پڑھیں: اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰی ﷺ (جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت)۔ اسی طرح ''اِسلام دین اَمن و رحمت ہے'' کے موضوع پر تینتیس خطابات کی پوری سیریز سنیں جو کہ Qtv پر بھی چلی ہے۔ ''دہشت گردی

---

(۱) ۱۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳:۲۱۸

۲۔ حصکفی، الدرالمختار، ۲:۲۲۳

۳۔ شامی، رد المحتار، ۳:۲۷۳

اور فتنہ خوارِج'' کے موضوع پر شائع ہونے والے فتویٰ میں بھی اس موضوع پر اَبواب ہیں جن سے امن و سلامتی کا تصور اُجاگر ہوتا ہے۔ اسلام سراسر دین رحمت ہے جس کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے تین درجے ہیں: اسلام، ایمان اور احسان؛ اور تینوں لفظوں کے اندر امن و سلامتی کا معنی پایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ امن و سلامتی اسلام کا بھی معنی ہے، ایمان کا بھی معنی ہے اور احسان کا بھی۔ خیر کا معنی ہے: ہمیشہ شر کو دور کرنا اور سَیِّئَۃ (برائی) کو حَسَنَۃ (اچھائی) سے دور کرنا، ظلم کو احسان کے ساتھ دور کرنا، یہ امن و سلامتی کا concept ہے جسے آپ نے عملی زندگی میں نافذ کرنا ہے۔ آپ اس کا پیکر بنیں۔ ایسا نہ ہو کہ تقریر اسی موضوع پر کر رہی ہوں تو کوئی عورت اٹھ بیٹھ رہی ہو یا اس کا بچہ رو رہا ہو تو اسے کوسنا شروع کر دیں کہ کس کا بچہ ہے؟ محفل کے آداب کا خیال نہیں ہے؟ میری تقریر disturb کردی ہے۔ امن و سلامتی کی تقریر میں اس طرح غصہ نکالنا امن و سلامتی نہ ہوا بلکہ یہ دھوکہ بازی ہے۔ امن و سلامتی تو یہ ہے کہ پھر طبیعتیں امن و سلامتی والی بن جائیں، مزاج بھی پرامن بن جائیں جس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ اس message کو پھیلائیں بھی اور اپنے اندر بھی پیدا کریں تاکہ لوگ جب آپ سے ملیں تو ان کو ٹھنڈک، قرار اور سکون ملے۔ وہ امن و سلامتی محسوس کریں کہ کسی سلامتی والے بندے یا کسی سلامتی والی خاتون سے مل کے آرہے ہیں۔

۳۔ ادب و اِحترام

تیسری چیز ہمارے vision of Islam میں ادب ہے۔ اس کی جمع آداب (etiquettes) اور manners ہیں، ہر ایک کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ ہم اس ادب کو ملحوظ رکھنا دین کی روح سمجھتے ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو پروا ہی نہیں کرتے مگر ہم ادب کو علم پر بھی مقدم جانتے ہیں۔ ادب کے لیے تربیت ہے اور علم کے لیے تعلیم ہے اور تربیت تعلیم پر مقدم ہے۔ اس تربیت میں بڑا اہم کردار صحبت کا ہوتا ہے۔ صحبت جسمانی اور روحانی بھی ہوتی ہے۔ دور کی صحبت بھی ہے جیسے یہ کیسٹس ہیں، CDs اور DVDs ہیں،

ویڈیو کانفرنسز ہیں، ٹی وی چینلز ہیں، آپ سامنے بیٹھی ہیں اور گفتگو ہورہی ہے، خطاب ہورہے ہیں؛ یہ سب صحبت کی شکلیں ہیں۔ پہلے زمانے میں صحبت اختیار کرنے کے لیے لوگ لمبے سفر کرکے مجلس میں بیٹھتے تھے۔ اب موجودہ دور میں اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ آپ اگر خطاب کی DVD لگا کر بیٹھ جائیں تو ایسے ہی ہے جیسے سامنے صحبت میں آ کر بیٹھ گئے ہوں۔

صحبت اختیار کرنے کے لیے آپ کو ایک conceptual direction پیدا کرنی ہے اور ایک جہت (dimension) بنانی ہے، ایک نیت اور دھیان قائم کرنا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ صحبت کا مقصد تربیت ہونی چاہیے، محض حصول برکت نہیں۔ ہمارے ہاں صحبت کا مقصد صرف حصولِ برکت رہ گیا ہے جب کہ صحبت کا اصل مقصد تربیت ہے۔ جس نے تربیت حاصل نہیں کی گویا اس نے صحبت اختیار نہیں کی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں ابوجہل، ابولہب اور کفار ومشرکین بھی آتے اور بیٹھتے تھے اور مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی مجالس میں کئی سالوں تک منافقین بھی بیٹھتے رہے۔ وہ منافقین سفر وحضر میں بھی ساتھ ہوتے تھے اور پیچھے کھڑے ہوکر نماز بھی پڑھتے تھے لیکن قرآن حکیم نے ان کے بارے میں فرمایا:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰی لا يُرَآءُوْنَ النَّاسَ.[1]

اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سستی کے ساتھ (محض) لوگوں کو دکھانے کے لیے کھڑے ہوتے۔

اب نماز سے بڑھ کر ظاہری صحبت کیا ہوسکتی ہے مگر مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسے صحبت نہیں مانا کیونکہ اُس ساتھ کو صحبت کہتے ہیں جس سے بندہ تربیت حاصل کرے اور اپنی زندگی میں اس کو منعکس اور منتقل کرے۔ اِس تربیت کا مقصود ہے کہ وہ باادب بنے۔ اب ادب کئی طرح کا ہے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ادب ہے،

(۱) النساء، ۶:۱۴۲

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت اطہار علیہم السلام کا ادب ہے، اولیاء و صالحین کا ادب ہے، بڑوں اور والدین کا ادب ہے، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا بھی ادب ہے اور چھوٹے بچوں اور اولاد کا ادب ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بچوں کا ادب کیا ہے؟ یاد رکھ لیں! ادب کا تصور بڑا وسیع ہے اور یہ حقوق کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حیوانات و نباتات اور جمادات کا بھی ادب ہے۔ جس کے ساتھ آپ dealing اور behave کر رہے ہیں اس کا جو حق آپ کے ذمے بنتا ہے اس کو صحیح طریقے سے ادا کرنے کو ادب کہتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا جو حق بنتا ہے اس کی ادائیگی ادب ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو حق اُمت پر ہے اس کی ادائیگی ادب ہے۔ بڑوں کا چھوٹوں پر جو حق ہے اس کی ادائیگی ادب ہے۔ چھوٹوں کا بڑوں پر جو حق ہے اس کی ادائیگی ادب ہے۔ پڑوسیوں کا پڑوسیوں پر جو حق ہے اسے ادا کرنا ادب ہے۔ مخلوقِ خدا سمجھ کر جانوروں اور پرندوں کے حقوق ادا کرنا ادب ہے تاکہ انہیں اذیت دی جائے نہ بھوکا پیاسا رکھا جائے۔

میں کہا کرتا ہوں کہ دین سارا ادب کا نام ہے، یہ علم نہیں ہے بلکہ ادب ہے۔ اگر دین اصلاً علم ہوتا تو اس کی بنیاد ایمان بالغیب پر نہ رکھی جاتی۔ ایمان بالغیب یعنی بن دیکھے مان لینے میں علم کی نفی ہے جو source of knowledge ہے یعنی پڑھنا، لکھنا، سیکھنا، سمجھنا؛ اس کے بغیر ماننا ادب ہے اور دیکھ بھال اور سمجھ کے ماننا علم ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور دین کی بنیاد ایمان بالغیب پر رکھی ہے۔ اولیاء اللہ کہا کرتے ہیں کہ دین سارا ادب ہے۔ اِسی لیے وہ زندگی کا طویل زمانہ ادب سیکھنے میں صرف کرتے۔ اس لیے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے جو امت کی تربیت فرمائی اور قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرائض نبوت میں تربیت یعنی ادب سیکھنے کو پہلے اور علم کو بعد میں ذکر کیا ہے:

كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُعَلِّمُكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ۝[1]

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۵۱

اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرار معرفت وحقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھےo

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ رسول مکرم ﷺ پہلے تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتے ہیں تاکہ اس سے تم میں نور پیدا ہو اور اس نور سے تمہیں شعور ملے، ایک تڑپ پیدا ہو؛ پھر تزکیہ کرتے ہیں یعنی صحبت کے ذریعے تمہیں ادب دیتے ہیں تاکہ تمہیں باادب بنائیں؛ پھر کتاب وحکمت کی تعلیم سے نوازتے ہیں اور پھر اسرار و رموز اور معرفت سکھاتے ہیں۔

ان steps میں ادب مقدم ہے اور علم مؤخر۔ اس لیے جس علم سے پہلے ادب نہ آیا وہ علم ہمیشہ بندے کو گمراہ کرتا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو لوگ گمراہ ہوگئے ان کے پاس علم نہیں تھا؟ ان کے پاس بھی علم تھا اور جو آج کے زمانے میں گمراہ ہیں ان کے پاس بھی علم ہے مگر ادب نہیں ہے۔ ادب، علم کو نور میں بدل دیتا ہے، ادب، علم کو نافع بناتا ہے اور ادب بندے کو عاجزی و انکساری کا پیکر بناتا ہے۔

۴۔ علم و معرفت

ہمارے ویژن میں چوتھی چیز علم و معرفت ہے۔ علم والے اور بغیر علم والے کبھی برابر نہیں ہوتے۔ قرآن حکیم کا فرمان ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. (۱)

فرما دیجیے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہوسکتے ہیں؟

(۱) الزمر، ۳۹:۹

تحریک منہاج القرآن اسی علم کے لیے آپ کو کبھی عرفان القرآن کورس میں بلواتی ہے، کبھی سات روزہ چھوٹے تربیتی کورس میں اور کبھی طویل کورسز کے لیے۔ یہ امر باعث افسوس ہے کہ تعلیم و تربیت کے اِصطلاح ہمارے ہاں ایک لفظی اور صوتی ترتیب بن گئی ہے مگر حقیقت میں پہلے تربیت ہے پھر تعلیم یعنی تربیت و تعلیم۔ ایک خاص نکتہ بتا دوں کہ اگر تعلیم کو پہلے لے لیں تو تعلیم مکمل کرنے کے بعد کبھی تربیت نہ ہوگی کیونکہ وہ تعلیم، بڑائی اور تکبر پیدا کر دیتی ہے جو تربیت کے بغیر ہو۔ پھر بندہ سمجھتا ہے کہ مجھے سارا پتہ چل گیا ہے۔

یہاں آپ کو دلچسپ اور لطیف نکتہ بتاؤں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ تعمیر کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی التجا کی اور دعا کی کہ باری تعالیٰ! ایسا رسول نبی آخرالزمان ﷺ بھیج کہ وہ یہ یہ کام کرے۔ تو جو ترتیب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلی وہ یہ ہے:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ. (۱)

اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (ﷺ) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنادے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کردے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا میں تعلیم کی بات پہلے عرض کی اور تزکیہ کی بات بعد میں لیکن جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کیا تو تزکیہ یعنی تربیت کو پہلے رکھا پھر تعلیم کو رکھا۔ ارشاد فرمایا:

(۱) البقرة، ۲:۱۲۹

كَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ. (۱)

اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے۔

جب قبولیت کا message آیا تو اللہ تعالیٰ نے ترتیب کی اِصلاح کرتے ہوئے اسے تبدیل کر دیا اور فرمایا: نہیں! ابراہیم، وہ تزکیہ و تربیت پہلے کرے گا اور کتاب و حکمت کی تعلیم بعد میں دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسی تربیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم بنے۔ اگر پہلے تعلیم ہوتی اور تربیت رہ جاتی تو پھر یہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے کامل نمونے تیار نہ ہوتے۔ جب ہم آقا علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مکی زندگی کے پہلے تیرہ سال تربیت کے ہیں اور مدنی زندگی میں تعلیم دی گئی۔ تعلیم و تعلم کے حوالے سے قرآن حکیم میں مذکور بہت زیادہ subjects مکی زندگی میں نہیں اترے بلکہ کثرتِ عبادات و معاملات اور مالیات کے سارے subjects مدنی زندگی میں اترے۔ گویا تربیت مکہ معظّمہ میں ہوئی اور تعلیم مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تو ایسی society کو نہیں چنا جو بہت زیادہ تعلیم یافتہ اور فلسفی ہو کیونکہ ان کو اپنے علم پر بڑا ناز ہوتا ہے۔ اگر تعلیم یافتہ لوگوں میں مبعوث کیا جاتا تو پھر یونان میں یا Roman Empire میں کیا جاتا کیونکہ اس وقت یہ سائنس کی civilization تھی۔ لیکن قرآن پاک کی رُو سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اَن پڑھ لوگوں میں مبعوث کیا گیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ. (۲)

---

(۱) البقرة، ۲:۱۵۱

(۲) الجمعة، ۶۲:۲

وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو۔

اَن پڑھوں کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس تعلیم نہیں تھی کیونکہ ان لوگوں کے پاس گھمنڈ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے پہلے ان کی تربیت کر کے اچھا انسان بنایا پھر ان کو تعلیم دی کیونکہ تربیت کے بعد تعلیم انسان کو کمال عطا کرتی ہے۔ شعور ہمیشہ تربیت سے ملتا ہے۔ بعض اوقات بہت کم تعلیم یافتہ لوگوں کا شعور زیادہ ہوتا ہے اور بعض اوقات لوگ اعلیٰ ڈگریاں لے لیتے ہیں یہاں تک کہ PhD کر لیتے ہیں مگر شعور کا فقدان ہوتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں زیادہ پڑھ لکھ جانے والے لوگ خود اس بات کا عملی نمونہ اور شہادت ہیں۔ کئی لوگ اَن پڑھ اور سادہ ہوتے ہیں مگر پتے کی بات انہیں معلوم ہوتی ہے اور سادہ سادہ باتوں میں شعور کی بات کر جاتے ہیں۔

۵۔ خدمت وفتوت

پانچویں چیز خدمت اور فتوت (اُخوت و بھائی چارہ) ہے یعنی ہر ایک کے ساتھ حسن خلق سے پیش آنا، ایثار کرنا، دوسرے کی تکلیف دور کرنا، ہر ایک کی خدمت کرنا۔ اپنے حقوق دوسرے پر قربان کرنا، خود تکلیف اٹھانا اور دوسرے کی تکلیف رفع کرنا، ہر لمحہ اپنے بھائیوں بہنوں اور والدین کی خدمت کرنا، تحریک منہاج القرآن کے گوشہ درود میں آنے والوں کی خدمت کرنا بلکہ وہ اِن کی خدمت کریں اور یہ اُن کی خدمت کریں یعنی سب ایک دوسرے کی خدمت کریں۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ اولیاء کرام کا واقعہ ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم چالیس افراد کی جماعت کسی ولی اللہ کے پاس ملاقات کے لیے گئے۔ انہوں نے ہمارے لیے کھانا تیار کروایا لیکن کھانا چالیس آدمیوں کے لیے تھوڑا تھا۔ انہوں نے دستر خوان لگا کر رکھ دیا، سب نے دیکھ لیا پھر میزبان نے چراغ گل کر دیے اور کہا کہ بسم اللہ کریں۔ اب کافی دیر تک برتنوں کی آواز آتی رہی مگر جب چراغ جلایا گیا تو ساری پلیٹیں اور ڈونگے بھرے پڑے تھے، کسی ایک نے بھی کھانا نہیں کھایا جب کہ ہر کوئی اپنے

ہاتھ مار کر ظاہر کرتا رہا کہ میں کھا رہا ہوں اور کھایا اس لیے نہیں کہ ہر ایک کا خیال تھا کہ کھانا چوں کہ کم ہے لہٰذا میں نے کھالیا تو دوسرا بھوکا نہ رہ جائے۔ یہ ایثار اور قربانی کا عظیم عملی مظاہرہ تھا۔ یہ تصورِ خدمت ہے۔ اسی کو فتوت یعنی اُخوت کہتے ہیں اور خدمت کا یہ تصور سلوک و تصوف سے ہے۔

خلاصۂ کلام

تحریک منہاج القرآن اس پر زور دیتی ہے۔ اب آپ اس پر معلوم نہیں کتنی محنت اور عمل کرتی ہیں؟ یہ پانچ چیزیں جب ملتی ہیں تو تصورِ دین بنتا ہے، باقی سب قصے کہانیاں اور لوگوں کے ساتھ دھوکہ بازی ہے۔ بس میں یہ کہوں گا کہ دھوکہ بازی سے پرہیز کریں اور جو دین کی اصل روح ہے اسے سمجھیں، اپنی زندگی میں اُجاگر کریں اور اس کی تبلیغ کریں۔ اس کو دوسروں تک پہنچائیں اور سب سے بہتر تبلیغ آپ کی اپنی زندگی میں اس کا عملی اِظہار ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو کامیابی دے۔ اس پیغام کو ایک ایک گھر میں پہنچائیں، دین کی دعوت کو فروغ دیں۔ ہر ایک کو اس کی کیسٹ اور سی۔ ڈی دیں۔ اس کو دعوت کا ذریعہ بنائیں اور اس کے ذریعے افرادی قوت اور تنظیمات بڑھائیں۔ یونین کونسل کی سطح تک کوئی جگہ ایسی نہ رہے جہاں مشن کا پیغام نہ پہنچے کیوں کہ اس کے بغیر معاشرے میں مصطفوی انقلاب نہیں آئے گا۔ پاکستان تباہی اور ہلاکت کے دہانے پر کھڑا ہے۔ دنیا بہت آگے نکل گئی ہے جب کہ پاکستان بہت پیچھے چلا گیا ہے بلکہ اب تو وہ گڑھے میں گرنے کے قریب جا پہنچا ہے۔ اِس کے لیے روک تھام آپ نے کرنی ہے مگر دنگے فساد سے نہیں، بلکہ روک تھام آپ نے کیسٹس کے ذریعے کرنی ہے۔ خرچ کریں، ایک ایک گھر میں کیسٹ پہنچائیں، تین چار پانچ کیسٹس کا ایک نصاب بنا کر سنائیں کیوں کہ وہ نتائج آپ کی زبانی بات کرنے سے حاصل نہیں ہوں گے جو میرا خطاب سنوانے

سے ہوں گے۔ لہٰذا دعوت اس طریقے سے دیں اور افرادی قوت میں اضافہ کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اُس دل پر مہر نہیں لگا دی تو پانچ کیسٹوں سے آپ کا کام ہوجائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ اس گھر میں انقلاب آ جائے گا۔ گھروں میں جب تبدیلی آئے گی تو اہلِ خانہ آپ سے منسلک ہوں گے اور تحریک کا حصہ بنیں گے۔ اِن شاء اللہ سوسائٹی میں تبدیلی کا آغاز ہوگا۔ ویمن لیگ نے بڑا رول ادا کرنا ہے۔ انقلاب کی جو بنیاد آپ بہنیں بیٹیاں رکھ سکتی ہیں وہ شاید مرد بھی نہیں رکھ سکتے کیوں کہ گھر کے ماحول کو بنانا اور بگاڑنا عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اِس لیے آپ کے ذریعے دعوت تیزی سے پھیلے گی اور بہت جلد تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا آنا اور بیٹھنا قبول فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)